اصولِ سنت

از امام احمد بن حنبل
اردو استفادہ: حامد کمال الدین

امام احمد کا یہ ایک نہایت مختصر رسالہ "اصولِ سنت" پر پائے جانے والے متون میں سے اہم متن ہے۔ اِس رسالہ کی شرح پر مشتمل ویڈیو لیکچر کی سی ڈی مطبوعاتِ ایقاظ سے طلب کی جاسکتی ہے۔

رسالة: أصول السنة

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"اصول سنت" ہمارے ہاں یہ ہیں کہ:

1. **وہ چیز جس پر اصحابؓ رسول اللہ ﷺ تھے، اس سے چمٹ کر رہنا۔**
2. **اُن کی اقتداء کرنا۔**
3. **اور نئی ایجادات کو ترک کر رکھنا۔**
4. **کیونکہ ہر نئی اپج (بدعت) ضلالت ہے۔**
5. **کلامی بحثوں کو چھوڑنا**
6. **اہل اھواء کی ہم نشینی کو ترک کر رکھنا۔**
7. **دین کے اندر دلیل بازی اور جدال اور کلام کو ترک کرکے رکھنا"۔**

سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے۔ سنت دراصل دلائلِ قرآن ہے۔ سنت میں کوئی قیاس نہیں ہے۔ سنت کے لیے مثالیں ہرگز نہ بنائی جائیں گی۔ نہ سنت محض عقول سے معلوم کی جائے گی۔ اور نہ اھواء سے۔ سنت محض اتباع ہے، اور اھواء سے دستکش ہو جانا ہے۔

سنت جو کہ لازم ہے، اور جس کا ایک حصہ بھی کسی نے ترک کیا تو وہ سنت کو قبول کرنے اور اس پر ایمان رکھنے والا نہ ہوا، اور نہ وہ سنت کے "اہل" میں رہا... یہ اشیاء ہیں:

1. ایمان لانا تقدیر پر، اچھی اور بری، اس میں وارد احادیث کو سچ ماننا اور ان پر ایمان رکھنا۔ نہ اس پر یہ کہے کہ کیوں، اور نہ یہ کہے کہ کیسے۔ بس سچ مانتے جانا ہے اور ایمان رکھتے جانا ہے۔ جس کو حدیث کی تفسیر معلوم نہ ہو اور اس کی عقل اس کو نہ پہنچ پائے تو اس کو کفایت کر دی گئی۔ اور اس کے لیے وہ محکم ہے۔ بس اس کو چاہئے اس پر ایمان رکھے اور اس کو تسلیم کرے جیسے صادقِ مصدوق کی حدیث ہوتی ہے اور جیسی احادیث تقدیر کے معاملہ میں وارد ہوئی ہیں۔ یا جیسی احادیث دیدارِ خداوندی کی بابت وارد ہیں۔ اگرچہ ان احادیث کی سماعت بھاری ہو اور سننے والا اس پر ہکا بکا محسوس کرے، بس اس پر واجب ہے کہ وہ ان پر ایمان رکھے اور اس کا کوئی ایک حرف بھی رد نہ کر بیٹھے۔ اس کے علاوہ احادیث بھی جو ثقہ مصادر سے مروی ہیں (ان کے ساتھ یہی معاملہ کرے)۔

2. جدال نہ سیکھے؛ کیونکہ تقدیر، دیدارِ خداوندی اور قرآن (مخلوق یا غیر مخلوق) اور اس طرح کے مسائل میں کلام کرنا ہی ناپسندیدہ اور ممنوع ہے۔ ایسا کرنے والا شخص اگرچہ وہ اپنے کلامی عمل سے سنت کو پا بھی لے اہل سنت نہیں ہوتا یہاں تک کہ جدال ہی کو ترک نہ کر دے اور آثار کے ساتھ سیدھا سیدھا ایمان نہ لے آئے۔

3. قرآن کو اللہ کا کلام ماننا ہے اور مخلوق نہیں کہنا: یہ کہنے میں ہر گز نہ جھجکے کہ قرآن اللہ کی مخلوق نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت کا بولنا اللہ رب العزت سے الگ نہیں ہے؛ اور اس کی کوئی چیز مخلوق نہیں ہے۔ خبر دار جس آدمی نے اس باب میں کوئی نئی بات گھڑ لی ہے اس کے ساتھ مناظرے میں ہر گز نہ پڑنا۔ جو شخص یہاں 'لفظ' وغیرہ کی بحثیں چھیڑے، یا اس معاملہ میں توقف کرے اور کہے مجھے نہیں معلوم کہ مخلوق ہے یا نہیں مخلوق ہے، بس یہ کلام اللہ ہے، تو ایسا شخص بدعتی ہے، یہ بھی اُسی جیسا ہے جو کہتا ہے قرآن مخلوق ہے۔ قرآن صرف اور صرف کلام اللہ ہے، مخلوق نہیں ہے۔

4. روزِ قیامت دیدارِ خداوندی پر ایمان۔ جیسا کہ نبی ﷺ سے صحیح احادیث کے اندر وارد ہوا۔ اور یہ کہ نبی ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ماثور ہے، جس کے راوی عبد اللہ ابن عباسؓ ہیں۔ یہ حدیث ہمارے ہاں رسول اللہ ﷺ سے جیسے آئی ویسے ہی اپنے ظاہر پر لی جائے گی اور اس میں کلام کرنا بدعت۔ بس یہ جیسے آئی ویسے ہی اس کے ظاہر پر ایمان رکھا جائے گا اور اس کے معاملہ میں مناظرہ بازی نہ ہو گی۔

5. قیامت کے روز میزان لگنے پر ایمان۔ جیسے نصوص میں وارد ہوا۔ مثلاً حدیث: **يُوزن العَبْد يَوْم الْقِيَامَة فَلَا يزن جناح بعوضة** ”بندہ روزِ قیامت تولا جائے گا اور اس کا مچھر کے پر برابر بھی وزن نہ نکلے گا“۔ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے جیسا کہ آثار میں وارد ہو۔ اس پر ایمان رکھنا اور اسکی تصدیق کرنا، جو شخص ان آثار کو رد کرے اس سے رخ پھیر لینا۔ اسکے ساتھ بحث سے دور رہنا۔

6. نیز یہ کہ بندے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں گے ان کے اور اس کے مابین کوئی ترجمان نہ ہو گا۔ اس کی تصدیق کرنا۔

7. حوض کے ساتھ ایمان۔ اور یہ کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کا حوض ہو گا، آپؐ کی امت اس پر پانی پینے آئے گی۔ اس کی چوڑائی ایک مہینہ مسافت جتنی ہے۔ اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں، جیسا کہ اس پر صحیح اخبار متعدد طرق سے وارد ہوئی ہیں۔

8. نیز عذابِ قبر۔ اور یہ کہ اِس امت کا اس کی قبروں کے اندر امتحان ہوتا ہے اور ایمان اور اسلام کی بابت سوال ہوتے ہیں اور یہ پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون اور تیرا نبی کون ہے۔ اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، جس انداز میں خدا کی مشیئت ہوتی ہے۔ اس پر ایمان رکھنا اور اس کو سچ ماننا۔

9. نبی ﷺ کی شفاعت پر ایمان۔ اور یہ کہ ایسے ایسے لوگ دوزخ سے نکل آئیں گے جو جل جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے، تب ان کی بابت حکم دیا جائے گا کہ

انہیں جنت کے دھانے پر ایک ندی میں نہلایا جائے، جیسا کہ آثار میں آیا ہے۔ یہ ہو گا جس طرح اور جس انداز میں خدا کی مشیئت ہو گی۔ اس پر ایمان رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا۔

10. اس چیز کے ساتھ ایمان رکھنا کہ مسیح دجال نکلنے والا ہے۔ اس کی آنکھوں کے مابین لکھا ہو گا: کافر۔ اس معاملہ میں وارد احادیث کو ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ یہ ہو کر رہنے والا ہے۔

11. اور یہ کہ عیسی بن مریمؑ نازل ہونے والے ہیں اور دجال کو لد کے مقام پر قتل کریں گے۔

12. اور یہ کہ ایمان قول اور عمل ہر دو کا نام ہے جو بڑھتا اور گھٹتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: أكمل الْمُؤمِنِينَ إِيمَانًا أحسنهم خلقا "مومنوں میں کامل تر ایمان والا وہ ہے جو کامل تر اخلاق والا ہے"۔

13. نماز کا تارک کافر ہے۔ اعمال میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا ترک کفر ہو، سوائے نماز کے۔ جو شخص نماز چھوڑ دے وہ کافر ہے، خدا نے اس کا قتل حلال کیا ہے۔

14. اس امت میں برگزیدہ ترین، اس کے نبیؐ کے بعد ابو بکرؓ صدیق ہیں۔ پھر عمر بن خطاب۔ پھر عثمان بن عفان۔ ان تینوں کو ہم مقدم کریں گے جیسے اصحابِ رسول اللہؐ نے ان کو مقدم رکھا اور اس میں کوئی اختلاف نہ کیا۔ پھر ان تینوں کے بعد پانچ اصحابِ شوریٰ: علی بن ابی طالبؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور طلحہ بن عبید اللہ۔ یہ سب خلافت کے اہل ہیں اور سب امام ہیں۔ ہم عبد اللہ بن عمرؓ والی حدیث پر ہیں، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور آپؐ کے سب اصحاب کی موجودگی میں یوں گنا کرتے تھے: ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، اور اس کے بعد ہم خاموش ہو جاتے۔ پھر اصحابِ شوریٰ کے بعد مہاجرین میں سے اہل بدر۔ پھر انصار میں سے اہل بدر، پھر اصحابِ رسول اللہؐ اپنی اپنی ہجرت اور سبقت کے ترتیب سے۔ پھر ان صحابہؓ کے بعد افضل ترین وہ پوری نسل ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی

خواہ ان میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت ایک برس کے لیے پائی یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی کے لیے، جس کو بھی آپ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا اس کو اپنی صحبت کے بقدر آپؐ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان میں سے ہر کسی کو آپ کا ساتھ دینے میں جتنی سبقت حاصل ہوئی، جتنا کسی نے آپ ﷺ کو سنا، جتنا آپ ﷺ کا دیدار پایا اتنا ہی وہ دوسروں کی نسبت افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سب سے کم صحبت پانے والا شخص بھی اُس زمانے کے لوگوں سے بہتر ہے جو نبی ﷺ کو دیکھ نہیں پائے۔ یہ بعد کے لوگ اگر اپنے سب اعمال کے ساتھ بھی خدا سے ملیں تو وہ لوگ جو آپ ﷺ کی صحبت اور دیدار سے فیضیاب ہوئے اور آپ ﷺ سے براہِ راست سنا ان تابعین سے افضل ہیں اگرچہ یہ خیر کے سب اعمال کیوں نہ کر لیں۔

15. سمع وطاعت ائمہ اور امیر المؤمنین کے لیے، خواہ وہ نیکوکار ہوں یا بدکار۔ نیز جو خلافت کا منصب سنبھالے، لوگ اس پر جمع ہوں اور راضی ہوں۔ نیز جو ان پر تلوار کے زور پر غالب آجائے یہاں تک خلیفہ بن جائے اور امیر المؤمنین کہلانے لگے۔

16. کفار پر چڑھائی، امام کی سرکردگی میں، قیامت تک باقی ہے، خواہ امام نیک ہو یا بدعمل۔ یہ فرض نہیں چھوڑا جائے گا۔ اموالِ فےء کی تقسیم، حدود قائم کرنا ائمہ کی جانب لوٹایا جائے گا، کسی کو حق نہیں کہ ان پر طعن کرے یا ان کے ساتھ اس پر منازعت کرے۔

17. اموالِ زکاۃ امراء کو دینا جائز اور نافذ ہو گا۔ جو ان کو ادا کرے گا اس کا ذمہ ادا ہو جائے گا، امیر خواہ نیک ہو یا بدعمل۔ نمازِ جمعہ اس کے پیچھے یا اس کے مقرر کردہ شخص کے پیچھے جائز ہے۔ باقی ہے۔ مکمل ہے۔ دو رکعتیں۔ جو ان کو دہرائے گا وہ مبتدع، آثار کا تارک اور سنت کا مخالف ہے، وہ جمعہ کی فضیلت سے کچھ حصہ نہیں پانے والا اگر وہ امراء کے پیچھے نماز ادا کرنے کا قائل نہیں خواہ امراء نیک ہوں یا بد۔ سنت یہی ہے کہ ان کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرو اور دین میں ان کو مکمل جانو، اس پر تمہارے سینے میں خلجان نہ آنا چاہیے۔

18.	اور جو شخص مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی امام کے خلاف خروج کرے درحالیکہ وہ اس پر جمع تھے، اور اس کی خلافت پر انہوں نے کسی بھی طرح صاد کرلیا تھا خواہ خوشی سے خواہ مغلوب ہوکر، تو ایسے شخص نے مسلمانوں کا نظم توڑ ڈالا، اور رسول اللہ ﷺ سے مروی آثار کی خلاف ورزی کی۔ پھر اگر یہ خروج کرنے والا مر جائے تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ سلطان کے خلاف قتال یا خروج کرنا کسی کے لیے جائز نہیں؛ جو یہ کرے گا مبتدع ہوگا، سنت اور منہج پر نہیں ہوگا۔ چوروں ڈاکوؤں اور خوارج کے خلاف قتال جائز ہے جب یہ چیز کسی انسان کو پیش آجائے، اُس کی اپنی جان یا مال کے معاملہ میں۔ تب اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی جان یا مال کے تحفظ کے لیے قتال کرے اور جس چیز کی قدرت رکھتا ہے اس سے کام لے کر اپنا تحفظ کرے۔ ہاں اگر وہ اس کو چھوڑ کر چلے جائیں تو ان کے پیچھے جانا اور ان کی تلاش کرتے پھرنا اس کے لیے جائز نہیں۔ یہ حق کسی کا نہیں سوائے امام کے یا مسلمانوں کے والیوں کے۔ عام آدمی کا حق ہے کہ بس اپنے تحفظ کے لیے موقع پر کوئی اقدام کرلے۔ اس وقت بھی وہ نیت کرے گا کہ حتی الامکان کسی کی جان نہ لے۔ پھر بھی اگر اپنے تحفظ کے دوران اس کے ہاتھ سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو مرنے والا خدا کے ہاں مردود ہو۔ اور اگر اپنی جان یا مال کا تحفظ کرتے ہوئے یہ مارا جاتا ہے تو امید ہے شہادت پائے گا جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ اس باب میں جتنے آثار وارد ہوئے ہیں وہ اس کو قتال کی ہدایت کرتے ہیں نہ کہ قتل کی، یا اُس شخص کا پیچھا کرنے کی۔ اگر یہ اُس کو گرالے یا زخمی کرلے تو اُس کا کام تمام نہیں کرے گا۔ اگر اُس کو قید کرلے تو اُس کو قتل نہیں کرے گا اور نہ اُس پر حد قائم کرنے چل دے گا۔ بلکہ وہ اس کے معاملہ کو اُس شخص کے پاس لے کر جائے گا جس کو اللہ نے والی بنایا ہے، اور وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔

19.	ہم اہل قبلہ کے لیے اس کے کیے ہوئے کسی عمل کے باعث نہ جنت کی شہادت دیں گے اور نہ دوزخ کی۔ نیک آدمی کے لیے ہم امید رکھیں گے گو اندیشہ اس کی بابت بھی رکھیں گے۔ بد آدمی پر ہم اندیشہ رکھیں گے گو امید اس کی بابت بھی رکھیں

گے۔ خدا کی رحمت کی امید۔ جو شخص خدا سے ایسے عمل کے ساتھ ملے جو دوزخ کا موجب ہے، اس حالت میں کہ وہ اس سے تائب ہو گیا تھا اور اس پر مصر نہ رہا تھا، تو ایسے شخص کی اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ اپنے تائب بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملے کہ دنیا میں اس پر ایک گناہ کی حد قائم کر دی گئی تھی تو وہ اس کے حق میں کفارہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے وارد حدیث میں آیا ہے۔ جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ قابل مواخذہ گناہوں پر مصر تھا تائب نہ ہوا تھا تو اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، چاہے تو اس کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ جو خدا کو اس حال میں ملے کہ کافر تھا، اس کو وہ عذاب دے گا معاف نہیں کرے گا۔

20. رجم حق ہے، شادی شدہ زانی پر، اس وقت جب وہ اپنے جرم کا اعتراف کرے، یا اسکے خلاف شہادت مل جائے۔ رجم کی سزا خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، ائمۂ راشدین نے دی ہے۔

21. جو شخص اصحابِؓ رسول اللہؐ میں سے کسی ایک کی عیب جوئی کرے یا اس سے بغض رکھے اُس سے سرزد ہونے والی کسی بات کے باعث، یا جو اُس کی برائیاں بیان کرے، وہ مبتدع ہے جب تک وہ اُن سب کے لیے رحمت کا سوالی نہ ہو اور جب تک وہ سب کی بابت اپنا دل صاف نہ کرلے۔

22. نفاق کفر ہی ہے۔ یعنی وہ کفر کرے اللہ کے ساتھ اور اس کے ماسوا کی عبادت کرے جبکہ علانیہ وہ اسلام ظاہر کرتا ہو، جیسے وہ منافقین جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ثَلَاث من کن فِيهِ فَهُوَ مُنَافِق "تین باتیں جس آدمی میں ہوں وہ منافق ہے" یہ ایک چیز کی شناعت بیان کرنے کے لیے ہے۔ ہم اس کو اُسی طرح بیان کریں گے جس طرح یہ آئی ہے، اس کو قیاس نہیں بنائیں گے۔ آپ ﷺ کا فرمانا: لَا ترجعوا بعدِي كفَّارًا ضلالا يضْرب بَعْضكُم رِقَاب بعض "میرے بعد کفّار گمراہ نہ ہو رہنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو" یا مثلاً

آپ ﷺ کا یہ فرمان: إِذا التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول فِي النَّار "جب جو مسلمان تلواریں سونت کر ایک دوسرے کے مقابل آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں"، یا مثلاً آپ ﷺ کا یہ فرمان: سباب الْمُسلم فسوق وقتاله كفر "مسلمان کے ساتھ گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس کے ساتھ قتال کرنا کفر" یا مثلاً آپ ﷺ کا یہ قول: (من قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِر فقد بَاء بهَا أَحدهمَا "جو اپنے بھائی کو کہے اے کافر، تو ان دونوں میں سے ایک اس کا حقدار بن کر رہے گا" یا مثلاً آپ ﷺ کا یہ فرمان: كفر بِاللَّه تبرؤ من نسب وَإِن دق "خدا کے ساتھ کفر ہے کسی نسب سے براءت کرنا، چاہے وہ غیر محسوس ہی کیوں نہ ہو" یا اسی طرح کی دیگر احادیث جو صحیح اور محفوظ ہوں، تو ہم کو تسلیم کریں گے اگرچہ ہم انکی تفسیر نہ بھی جانیں۔ ہم انکی بابت کلام زنی نہیں کریں گے اور نہ بحثیں کریں گے۔ ہم ان احادیث کی کچھ تفسیر نہ کریں گے سوائے وہی جو احادیث میں آگئی۔ ان نصوص کو رد نہیں کریں گے مگر کسی ایسی نص ہی کے ساتھ جو ان سے بڑھ کر حق رکھتی ہو۔

23. جنت اور دوزخ تخلیق شدہ ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی احادیث میں ملتا ہے: "میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا ایک محل ہے۔ اور میں نے کوثر کو دیکھا۔ میں نے جنت میں جھانکا تو ان کی زیادہ تعداد ایسی پائی۔ یا میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس میں یہ اور یہ دیکھا۔ پس جو یہ نظریہ رکھے کہ جنت دوزخ ابھی پیدا نہیں ہوئیں وہ قرآن اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والا ٹھہرتا ہے، اور میرا نہیں گمان کہ وہ جنت اور دوزخ پر ایمان رکھتا ہے۔

24. اور اہل قبلہ میں سے جو شخص توحید کی حالت پر مرے، اس کا جنازہ پڑھیں گے، اس کے لیے استغفار کریں گے۔ اس کو استغفار اور جنازہ سے کسی گناہ کے باعث محروم نہ کر دیا جائے گا خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اس کا اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔

امام احمد کی تالیف کا عربی متن